حیات ارضی

حیات ارضی ایک مے کدہ ہے
اور وقت گویا پیر مغاں ہے
کسی کا جام خالی اور کسی لب ریز
یہ رضا ہے پیرا مغاں کی
مے کشوں کی مثال ایسی ہے
سرکش اور وحشی شب دیز
اندھے جذبے ان پہ سوار
سینے نفرت سے لب ریز
کوئی پی کے بے حس ہو گیا ہے
ہست و نیست میں کھو گیا ہے
کسی نے پا لیا ہے خود کو
کسی نے سب کچھ گنوا دیا ہے
عبادت بھی ایک نشہ ہے
دولت بھی ایک خمر ہے
ایک بوجھ ہے بدن کا
اک ''روح'' کا ثمر ہے
سراب سمجھو حیات ارضی
حباب جانو خمار ہستی

☆☆☆☆☆

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

محبت

(1)

آشفتہ مو اور چاک گریباں
عاشق صادق، طفل یزداں
کیف جنوں میں رقصاں رقصاں
پاؤں دریدہ ، حال پریشاں
اکل و شرب سے اس کو عداوت
عہد محبت، پسر صداقت
سب کے لبوں پہ ایک ہی کلمہ
عہد جہالت، ابن حماقت
محروم محبت، ابن نحوست
صید جہالت، عبد ضلالت
جرم تکفیر عشق جو بھی کرتا ہے
درار پہ لعنت روز چڑھتا ہے
لا، نے مجھے دے
اور نغمہ زن ہو،
کہ نغمہ بہترین دیوانگی ہے
اور نے کی درد بھری لے
ہر شے سے زیادہ قرار و ثبات رکھتی ہے

محبت

(2)

لوگوں کی محبت
بہت سی شکلوں میں بٹی ہوئی ہے
جن میں اکثر باغ میں اگی ہوئی
اس گھاس کی مثال ہیں،
جس میں پھول آتے ہیں نا پھل!
بہت سی محبتیں ان راحتوں کی مثال ہیں
جو بہت کم میسر آتی ہیں!
عیش کوش کے لئے محبت پوشیدہ
افعی کی طرح ہے
جو موقع ملتے ہی ڈس لے گا! جسم اسے جملہ لذات میں لے جائے
تو محبت خودکشی کا ارتکاب کر لیتی ہے
گویا وہ اس شاہ کی طرح ہے
جو زنداں میں بند
حیات سے بے زار ہو
اور اس کے احباب نے
اس سے کنارہ کشی کر لی ہو!

محبت

(3)

ہم فاتحین کے جاہ وجلال کو بھول جاتے
مگر اہل جنوں کو
تا قیامت، یاد رکھتے ہیں!

سکندر اعظم کا دل
اک قتل گاہ کی مثال تھا
لیکن قیس کے دل میں
ایک عالی شان معبد کھڑا ہے
سکندر اعظم کی فتوحات
رذالت آمیز شکست کے مترادف ہیں
اور قیس کی شکست
فتح ونصرت کی معراج ہے
محبت ایک غیر مرئی پرندہ ہے
روح کی شاخیں اس کا نشیمن
اسے وجود میں اسیر کرنا
ایک بے سود کوشش ہے
یہ شراب طہور کی مثال ہے
ہم اسے کیف ونشاط کے لئے نہیں
وحی والہام کے لئے کشید کرتے ہیں

سبزہ زاروں میں

ذکر عشاق کے سوا

کوئی ذکر نہیں!

وہ جنہوں نے جبر و اقتدار کے پرچم لہرائے

اور اہل جہاں پر ظلم کے انگارے برسائے

رقم کیے گئے ہیں نام ان کے

ملعون مجرموں کی فہرست میں!

اک جذبہ آتشیں ہے

محبت ہے نام جس کا

کہنے والوں نے یہ کہا ہے

یہ جذبہ ہی فتح مبیں ہے

لا، نے مجھے دے

اور نغمہ زن ہو

اہل قوت کے ستم کو بھول جا

کہ گل یاسمین، خون کا نہیں،

شبنم کا جام ہے۔

☆☆☆☆☆

الفتی

کوہساروں و سبزہ زاروں میں
کوئی رقیب نہیں،
کوئی بہتان نہیں
یہاں محبت اخفا کے پردوں میں نہیں پلتی
اور رقابت یہاں کہیں نہیں ملتی
یہاں غزال جب چوکڑیاں بھرتے ہوئے آتے ہیں
ایک دوسرے کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیتے ہیں

عقاب انہیں دیکھ کے نفرت سے منہ نہیں پھیرتے
کہ جنگل شرم و حیا کی باطل قدروں سے منزہ ہے

یہاں اظہار محبت پہ کوئی تعزیر نہیں
اس لئے کہ محبت حق ہے تقصیر نہیں

امر حیران کن تو یہ ہے
کہ لوگ عقل کا دعویٰ کرتے ہیں
اس لئے کہ عقل محض، باعث افتخار نہیں

☆☆☆☆☆

میری محبوبہ

مرغزاروں میں
کوئی سراب ہے اور نہ کوئی اضطراب
یہاں وہی ندیاں
نغمے الاپتی ہوئی بہتی ہیں
جو بادلوں کے پوتر پانیوں سے جنم لیتی ہیں
بے حسی لوگوں کے لئے
دودھ بھری چھاتیوں کی طرح ہے
اور صرف موت کا بے رحم ہاتھ ہی
انہیں تقدیر سے الگ کرتا ہے!

لا نے مجھے دے
اور نغمہ زن ہو
کہ نغمہ شراب طہور ہے
اور نے کی درد بھری لے
فنا اور بقاء سے ماورا ہے

☆☆☆☆☆

علم وعرفان

علم کے بے شمار رستے ہیں!
یہ راستے کہاں سے شروع ہوئے؟
یہ حقیقت ہمارے علم کی دسترس میں ہے!
لیکن راستے کہاں ختم ہوتے ہیں؟
کوئی نہیں جانتا

راہ عصر وقت اور تقدیر کی
دسترس میں ہے!
ہم دیکھتے ضرور ہیں
لیکن ہماری بسارت دیوار کے اس پار نہیں جاسکتی

بہترین علم اس خواب کے تمیل ہے
جو دیکھنے والے کی دسترس میں ہو!
اور جاننے والا وہ ہے جو لوگوں کی تضحیک اور استہزا
کو نظر انداز کرتے ہوئے
جہلاء کے جلوس میں خاموشی سے چلتا رہتا ہے

تو سنو! پیغمبر اور رسول اسی طرح نمودار ہوتے ہیں
کہ ان کی ہستی تصورات فردا کے لبادے میں
لپٹی ہوتی ہے
ماضی کے بوسیدہ چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی قوم اسے

www.IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

پہچان نہیں پاتی اور اس طرح وہ ان تحائف اور نعمتوں
سے محروم رہتی ہے جو ان کے لئے بھیجی گئی
ہوتی ہیں
وہ اس زندگی کے لئے اجنبی رہتا ہے
وہ ان کے بھی لئے اجنبی رہتا ہے
وہ اس پر تحسین و آفرین کے پھول برساتے ہیں
اور ان کے لئے بھی
جو اس کی روح کو تضحیک و تہمت کے تیروں سے
گھائل کرتے ہیں

اس کے ہاتھ میں ابدی صداقت کی
مشعل فروزاں ہوتی ہے
وہ اس مشعل صداقت کو تھامے رہتا ہے
ہر چند کے وہ صداقت کی آگ میں خود جل چکا
ہوتا ہے

وہ قوی تر ہے
اگر چہ وہ شفیق و حلیم ہی کیوں نہ ہو!
وہ ان سے بعید تر ہے
خواہ وہ اس کے قریب ترین ہی کیوں نہ ہوں

جنگل میں علم ہے نہ جہالت

شاخیں جب یہاں جھومتی ہیں
تو یہ نہیں کہتیں کہ یہ ''بدعت'' ہے
عہدِ نو کے لوگوں کا علم
کھیتوں پر کہر کی مثال ہے
جو ظہورِ خورشید کے ساتھ ہی
فضا میں تحلیل ہو جاتا ہے

☆☆☆☆☆

www.IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved.
©2002-2006

روح اور پیدائش

(1)

روح کی غایت
خود روح کے تہ در تہ پردوں میں مستور ہے
جسے صورتیں نمایاں کر سکتی ہیں
اور نہ مظاہر!!

یہ بھی کہا گیا ہے
کہ روح کی غایت ارواح ہیں
معراج کمال کو پہنچ کے فنا ہو جاتی ہیں
اور کوئی نقش ونشاں باقی نہیں رہتا!

گویا روحیں وہ پکے ہوئے پھل ہیں
جو ہوا کے جھونکوں کی تاب نہ لا کے
شاخوں سے جدا ہو جاتے ہیں!
اور یہ بھی کہا گیا ہے
کہ روح کی غایت اجسام ہیں
شکست وریخت کے باعث
جب وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں
تو روح غنودگی سے آزاد ہو جاتی ہے
اور کوئی اسے بیدار کرنے پہ قادر نہیں رہتا!
گویا روح ایک ہنستا ہوا سایہ ہے

All rights reserved.

جو شاف ندی میں منعکس ہوتا ہے

اور جب ندی کا پانی گدلا ہو

تو یہ اس میں تحلیل ہو جاتا ہے

یہ سب کے سب ضالین میں سے ہیں

کہ جوہر حیات

روح اور جسم کے ساتھ فنا نہیں ہوتا!

یہ ایک غیر مرئی پردہ ہے

جسے غربی ہوا لپیٹتی ہے

تو شرقی ہوا پھیلا دیتی ہے

سبزہ زاروں میں

روح اور جسم میں کوئی تفاوت نہیں

یہاں ہوا میں پانی رچا ہوا ہے

اور شبنم کے موتی

پانی کے لطیف قطرات ہیں

گلوں میں لطیف مہک بسی ہوئی ہے

منجمد خاک میں پھول اگے ہوئے ہیں

حوروں کا سایہ، حور ہے

جو وقت کو رات سمجھ کے

سو گیا ہے!!

☆☆☆☆☆

IqbalCyberLibrary All rights reserved ©2002-2006

روح اور پیدائش

(2)

جسم روح کے لئے
رحم مادر ہے
جہاں وہ حد بلوغ تک ٹھہرتی
پھر بلندیوں کی سمت سفر کر جاتی ہے
اور رحم مادر
عمل تخلیق سے دستکش ہو جاتا ہے

گویا روح ایک جنین ہے
اور یوم مرگ، یوم پیدائش ہے
اس میں استقاط کی اذیت ہے
اور نہ دردِ زہ کا عذاب!

بعض لوگ سدا عقیم رہتے ہیں
غیر خمیدہ اور شکستہ کمانوں کی طرح
یہ ناخواندہ ضیاف ہیں
تہی دامن و تہی جیب

رو جین پیڑوں کا پھل نہیں ہیں
کہ پیڑوں کے سوکھ جانے سے
فنا کی آغوش میں سو جائیں

یہ سبزے کی طرح خاک سے نہیں اگتیں

اور یہ بھی سن رکھ!
روحیں "من وتو" کو نہیں جانتیں
زمین پر بہت سے پھول ہیں
کہ جن میں خوشبو نہیں ہوتی
اور آسمان پر بہت سے بادل ہیں
کہ جن میں پانی
نہیں ہوتا!

جنگل میں کوئی عقیم ہے
اور نہ "دخیل"
زمین کی تہہ میں
ایک بیج ہوتا ہے
جو پودے کے تمام رازوں کا
حافظ امین ہوتا ہے

قرص العسل ایک رمز ہے
حقول و قفیر کے لئے
عقیم ایک لفظ محض ہے
تحقیر و تذلیل کے لئے
شہد کے چھتے میں ایک رمز ہے

کھیت اور خانہ مگس کے لئے

''عقیم'' ایک لفظ محض ہے

تحقیر و تذلیل کے لئے

لا، نے مجھے دے

اور نغمہ زن ہو

کہ نغمہ ایک سیال جسم ہے

اور نے کی فریاد

بد ہیت اور بد نسب سے زیادہ پائیدار ہے

☆☆☆☆☆

ذہانت

ذہانت ایک ملمع سازی ہے
سب سے زیادہ نفرت انگیز ذہانت
ان لوگوں کی ہے
جو تقلید اور نقالی میں ماہر ہوتے ہیں

بعض ایسی صفات پر نازاں ہوتے ہیں
جن سے وہ قبر تک ناآشنا رہتے ہیں!
ایسی ذہانت ان کے لئے
نفع رساں ہے نہ ضرر رساں

کوئی ازل کا کور چشم ہے
اور ان فرشتوں کی دید کا دعویٰ کرتا ہے
جن کے لہجے میں نغموں کی حلاوت
اور لفظوں میں شان و شوکت ہے!
اور جن کی صورتیں
سورج کی کرنوں کی طرح شفاف ہیں!

کوئی تکبر گزیدہ ہے
جو اپنے حقیر وجود کو
آسمان کا مثیل ٹھہراتا ہے
اور اپنے بے ثبات سائے کو

ماہ درخشاں کا نام دیتا ہے

مرغزاروں میں کوئی ذہن نہیں
جس کی ذہانت ضعیف کی ضعیفی ہو!
یہاں صبا دھیرے دھیرے بہتی ہے
اس میں کسی مریض کی آہستہ خرابی نہیں ہوتی
یہاں دریاؤں کی روانی میں
نغموں ایسی حلاوت ہے
آزاد دریاؤں میں
ایک پر جلال قوت ہے
جو اٹل چٹانوں کو بہالے جاتی ہے

لا، نے مجھے دے
اور نغمہ سرا ہو کہ نغمہ بہترین ذہانت ہے
اور نے کی درد بھری لے
لطیف و کثیف سے زیادہ قائم و دائم ہے
☆☆☆☆☆

احسان اور منصب

احسان کرتے وقت نفس بے لوث اور دل آزاد ہونا چاہئے
کہ بدی فنا کے بعد بھی انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی

وقت کا بے رحم ہاتھ، بہادر اور بے ایمان کو ایک ساتھ
دبو چتا ہے اور فنا کی انگلیاں دونوں کی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ
کر ڈالتی ہیں!
سو یہ مت کہو کہ فلاں ایک بے نظیر عالم
اور کوئی پر جلال رہ نما ہے!
اور بہترین ہیں وہ لوگ جو بھیڑوں کی طرح گڈریے کی
آواز پر چلتے ہیں!
سبزہ زاروں میں کوئی گڈریا نہیں
اور کوئی ریوڑ نہیں!
اور یہاں بھیڑیں رنگ و نسل کی بنا پر الگ الگ نہیں کی جاتیں!
یہاں بہار اور خزاں میں رقابت نہیں
کہ ہر ایک کی اپنی اپنی صفات ہیں
لا، نے مجھے دے اور نغمہ زن ہو
کے نغمہ عقل کا پاسباں ہے
اور نے کی فریاد
انسان کے تراشیدہ مراتب سے زیادہ پائیدار ہے

☆☆☆☆☆

انصاف

دنیا میں عدل و انصاف کو
اس طرح مجروح کیا گیا ہے
کہ جنات اسے دیکھیں تو
رونے اور چلانے لگیں

اور گر مردے
اسے دیکھ پائیں
تو قہقہے برسانے لگیں!
کمزوروں اور غریبوں کے لئے
قانون شکنی کی سزا
موت اور اسیری ہے
لیکن
طاقتور اور لٹیروں کے لئے
قانون شکنی کا انعام
تعظیم و تکریم اور دولت و ثروت ہے

ایک پھول توڑنے والا
چور اور رذیل ہے
لیکن کھیت پامال کرنے والا
بہادر اور شہہ سوار ہے
جسم کا قاتل دار کا مستحق ہے

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

لیکن روں کا قاتل کسی کو دکھائی نہیں دیتا!

جنگل میں ہم کسی انصاف کو نہیں جانتے
یہاں تعذیب نام کی کوئی لغت نہیں!

یہاں جب بید کے درخت
زمین پر اپنے سائے بکھیرتے ہیں
تو سرو کے پیڑ بھی
یہ نہیں کہتے، کہ
یہ خدائی قانون اور صاقت
کی خلاف ورزی ہے
انسانی عدل و اصاف
برف کی مانند ہے
آفتاب کی نگاہ پڑتے ہی
شرم سے پگھلنے لگتا ہے
لا، نے مجھے دے
اور نغمہ زن ہو
کہ نغمہ
دلوں کا انصاف ہے
اور نے کی فریاد
جرم و تعزیر کے بعد بھی باقی رہے گی!

☆☆☆☆☆

حق اور عزم

حق، عزم کے ساتھ
روحیں طاقتور
تو سرفراز کی جاتی ہیں
اور ضعیف ہوئیں
تو مغلوب اور محکوم بنا دی جاتی ہیں!
سو، اس حقیقت کی تکفیر نہ کر
کہ طاقتور بازوؤں کے مقابلے میں
پرعزم روح قوی تر ہے!

تختِ شاہی پر وہی متمکن ہوتے ہیں
جن کی روحیں توانا اور پرعزم ہوتی ہیں
اور وہ لوگ
ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں
کہ جن کے جسم مضبوط
مگر روحیں پژمردہ ہوتی ہیں

سنو! شیر کے کچھار میں
محض ایک بو ہوتی ہے
جو لومڑی کے بچوں کو اپنے پاس
پھٹکنے نہیں دیتی!
چاہے شیر کچھار میں ہوں

یا جنگل میں شکاری کی گھات میں!

اور یہ بھی سن رکھ!
کہ بعض پرندے آزاد فضا میں
پرواز تو کرتے ہیں
مگر اس عقاب سے خائف رہتے ہیں
جو زمین پر مرتے وقت بھی
نسلی تفخر میں اپنی گردن فراز رکھتا ہے!
مرغزاروں میں نہ کوئی قوی ہے
نہ کوئی ضعیف!
یہاں جب شیر دھاڑتے ہیں
تو کسی پر دہشت طاری نہیں ہوتی!
انسان کا عزم،
فکر کی سطح پر تیرتے ہوئے سائے کی طرح ہے
اور لوگوں کے حقوق
خزاں زدہ پتوں کی طرح فنا ہو جاتے ہیں!
لا، نے مجھے دے
اور نغمہ سرائی کر
کے نغمہ روح کے لئے عزم ہے
اور نے کی یاد ہے
نور و ظلمت سے ماورا ہے

☆☆☆☆☆

غم اور زندگی

(1)

زندگی محض ایک نیند ہے
نفس کے پرفریب خوابوں میں لپٹی ہوئی!
حزن وملال ایک پردہ ہے کہ جس میں نفس اپنے
اسرار کو چھپا دیتا ہے!
عیش وطرب ایک دبیز غلاف ہے
جس میں نفس اپنے اسرار کو مکتوم رکھتا ہے
مرغزاروں میں کوئی فکر
اور کوئی اضطراب نہیں
یہاں شام وسحر نسیم پیڑوں سے اٹھکیلیاں کرتی ہے
شفقت بھرے لمس کے ساتھ!
نفس کا غم ایک موہوم سایہ ہے
جسے ثبات نہیں!
اور مسرت شبنم کا ایک قطرہ ہے
جسے دوام نہیں!
لا، نے مجھے دے
اور نغمہ سرا ہو
کہ رنج وغم نے ن کے فضا میں تحلیل ہو جائے
اور نے کی فریاد
امروز وفردا کی اسیر نہیں!

☆☆☆☆☆

فنا و بقاء

ممات ارضی
ابن الارض کے لئے
فنا کی مثیل
لیکن صاحب اثیر کے لئے
فتح و نصرت کا آغاز ہے

جو کوئی اپنے خوابوں میں
بیداری سے ہم آغوش ہوتا ہے
وہ ابدیت کا ہم سفر ہے
تمام شب نیند میں غافل
فنا کی چکی میں پس رہا ہے
اور اپنی بیداری میں خوابیدہ
شکستوں کا ہم سفر ہے

موت اک بحر بیکراں ہے
محض لطیف روحیں عبور کرتی ہیں
اور بوجھل ہیں جو گناہ سے
پاؤں رکھتے ہی ڈوب جاتی ہیں

مرغزاروں میں
نہ موت ہے نہ قبریں

فصل بہار وداع ہوتی ہے

تو اس کے جانے سے کیف و سرور فنا نہیں ہوتا!

خوف مرگ ایک وہم ہے

جو عارفوں کی میراث ہے

جو گزار لیتا ہے اک فصل بہار

سمیٹ لیتا ہے تا قیامت حیات:

لا نے، مجھے دے

اور نغمہ زن ہو

کہ نغمہ ابدیت کا راز ہے

اور نے کی دربری لے

فنائے وجود کے بعد بھی باقی رہے گی!

☆☆☆☆☆

مذہب

مذہب گویا کشت اغراض ہے
جسے اغراض کے تحت بویا اور سینچا جاتا ہے
بعض اسے حصول جنت کی امید میں پروان چڑھاتے ہیں
اور بعض عتاب جہنم کے ڈر سے!
دونوں گروہ فریب خوردہ ہیں
اگر یوم حساب کا خوف نہ ہوتا
لوگ خدا کی پرستش کبھی نہ کرتے
اور ثواب کی خواہش نہ ہوتی
تو وہ کفر ہی کی راہ اختیار کرتے
گویا مذہب ان کی تاجرانہ زندگی کا محور ہے
اس سے غفلت خسارے مترادف،
اور وابستگی منفعت کی ضامن ہے!

بیاباں میں ضعیف الاعتقادی ہے
اور نہ پراسرار کفر!
نغمہ سرا طیور،
صداقت، سعادت اور ملامت کا پرچار نہیں کرتے
لوگوں کے عقائد شام کے سائے کی طرح جنم لیتے ہیں
اور شب کے اندھیرے میں معدوم ہو جاتے ہیں
طہٰ اور مسیح کے بعد کوئی مذہب طلوع نہیں ہوا
کہ جس سے فروزاں ہوا ہو سارا جہاں

لا، نے مجھے دے اور نغمہ زن ہو

کہ نغمہ بہترین عبادت ہے

اور نے کی فریاد

آج اور کل کی اسیر نہیں!

☆☆☆☆☆

WWW.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

نشاط و رجا

مسرت ایک ایسا طیری وجود ہے
جو شنیدہ ہے نہ کہ دیدہ !
اگر یہ مجسم ہو کہ آشکارہ ہو جائے
تو پانے والا جلد ہی اکتا جائے
اس ندی کی طرح
جو فرازِ کوہ سے اچھلتی کودتی
جب نشیب میں داخل ہوتی ہے
تو بے کیف سکوت میں ڈوب جاتی ہے

انسان کو مسرور رکھتی ہے
رفعتوں کے حصول کی تمنا!
گوہرِ مقصود ہاتھ آتے ہی
آتشِ شوق سرد پڑ جاتی ہے
اور پھر نئی عظمتوں کی تسخیر کا شوق
اسے اضطراب کی چتا میں ڈال دیتا ہے

اگر تم ایسے خوش بخت کو دیکھو
کہ دوسرے انسانوں کے برعکس
اپنی مسرت اور سعادت پر قانع ہو
تو ایسے صاحبِ نِروان کے لئے دعا کرو
کہ اس کی ابدی مسرت، اضطراب سے محفوظ رہے!

بیاباں رجا سے خاطر ہیں

قنوطیت یہاں معدوم ہے!

جنگل اجزاء کی تمنا کیوں کریں

کہ انہیں کل کی رفاقت میسر ہے

اور وہ جا کی طرف کیوں لپکیں

جب کہ وہ خود امید و رجا ہیں

امید ایک نا قابل علاج عارضہ ہے

دولت، شہرت اور عظمت کی طرح!

لا، نے مجھے دے

اور نغمہ زن ہو، کہ

نغمہ شعلہ بھی ہے

اور نور بھی!

اور نے کی در بھری لے

بے پایاں اشتیاق ہے

جوست الوجود کی رفیق نہیں ہے

☆☆☆☆☆

لطف و کرم

بعض لوگوں کا لطف و کرم
ایسے تابندہ صدف کی مثال ہے
جس کی سطح ریشم ایسی ملائم
لیکن جس کا ضمیر گوہر سے خاطر ہوتا ہے

ایسے لوگوں کے دو رخ ہوتے ہیں
ایک میدے کی طرح ملائم
دوسرا پتھر کی طرح سخت

ان کا لطف و کرم
منافقت میں لپٹی ہوئی
عبادت کی مثال ہے
شفقت، ضعیفوں اور بے کسوں کے لئے
ایک دھال کی طرح ہے
جس سے وہ وقت ضرورت کام لیتا ہے
اگر تو کسی شفیق طاقت ور سے ملے
تو ایسے پر شکوہ انسان کی ستائش کر
کہ تو اس کے پاس
ان آنکھوں کے لئے روشنی پائے گا
جو اپنی بصارت سے محروم ہو چکی ہیں!
مرغزاروں میں

کوئی شفیق و رفیق نہیں

کہ جس کی شفقت بزدلوں کی شفقت ہو

یہاں بان بزدلوں کی طرح نہیں لرزتا

اور زسل کی شاخیں

شاہ بلوط کی شاخوں کے ساتھ لہلہاتی ہیں!

اور جب بھی طاؤس کو

ارغوانی خلعت پہنائی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

آزادی

زمین پر جو آزاد ہے
وہ غیر شعوری طور پر اپنی خواہشات سے اپنے لئے
ایک زنداں تعمیر کر لیتا ہے
اور اس میں محبوس ہو کے رہ جاتا ہے

اگر وہ اپنے خونی رشتوں سے نجات پاتا ہے
تو عشق کے دامِ خیال اور نشاط آفریں لمس
میں گرفتار ہو کے رہ جاتا ہے!

وہ ذہین و فہیم ہے
پر اپنی درشتی اور سختی کے سبب ناشکرا ہے
حتیٰ کہ حق کے معاملے میں بھی
وہ آزاد ہے
تو وہ لباس کی رعنائی
اور اپنے حسن و جمال کی فتنہ گری سے بے خبر رہتا ہے
لا، نے مجھے دے
اور کوئی دلنواز نغمہ چھیڑ
کہ نغمہ بردباروں کے لئے سکون بخش ہے!
اور نے کی فریاد قوی اور ضعیف سے زیادہ ثبات
رکھتی ہے!

☆☆☆☆☆

میزانِ فنی

لا، نے مجھے دے

اور نغمہ زن ہو

اور وہ سب کچھ، لوحِ حافظہ سے محو کر دے

جو میرے اور تیرے درمیان

کہا گیا ہے.....سنا گیا ہے

الفاظ کیا ہیں؟

قوسِ قزح میں سجے ہوئے دھول کے ذرات

گویا، تکلم محض ایک غبار ہے

جو قلب و نفس سے اٹھتا،

اور فضا میں پھیل جاتا ہے

لفظوں کی قوسِ قزح

عدم کی آغوش میں سو چکی ہے

اب تو مجھے اپنے لطف و کرم سے

مستفید کر!

وسیع و فرخ حویلیوں کو

خیر باد کہہ کے تو نے

سبزہ زاروں کے گلے کیوں نہیں لگایا؟

گنگناتی ندیوں کے ساتھ ساتھ

کیوں نہیں بھاگا؟

اور فرازِ کوہ پہ کیوں نہیں پہنچا؟

مرغزاروں میں ہم خوشبو سے غسل کرتے
اور نور کے آنچل سے
اپنے بدن پونچھتے ہیں
مشروبِ سحر
ایثر پیالوں سے پیتے ہیں
تو ان سعادتوں سے گریزاں رہا تو کیوں؟

غروب آفتاب کے وقت
انگوروں کی بیلوں تلے

اور رس بھرے سنہرے خوشبوں تلے
سبزے کے فرش پر لیٹ کے
زندگی سے لطف اندوز ہونا
کتنی قابل رشک نعمت ہے
اور تو، اے پیر فرزانہ

ان نعمتوں سے محروم رہا تو کیوں؟

سبزے کے مخملیں فرش پر
آکاش کی نیلی چادر تان کے
دیروز و فردا کو بھول کے

خواب کی دیوی سے ہم آغوش کیوں نہیں ہوا؟
شب کا سکوت ایک بحر متلاطم ہے
اور اس کی موج تیری ساعت میں ہے
شب کے سینے میں ایک دل ہے
جو تیری سیج میں مضطرب ہے

لا، نے مجھے دے
اور نغمہ زن ہو
اور درد و درماں کو بھول جا
انسانوں کی مثال
ان سطور کی سی ہے
جو سطح آب پر رقم کی گئی ہیں،

مجھے اس حقیقت سے
مستفید کر
کیا تو آرزومند نہیں ہے
حیات سکوں آفریں کا
اور کیا تیری رضا نہی ہے
کہ حسب منشا گزارے ہستی؟

نحوست بھری زندگی سے
ہمیشہ کے لئے کنارہ کش ہو جا

مکروفریب اور نفاق وفساد

سے لب ریز معاشرے کو خیر باد کہہ دے

ہنگام و ازہام

اور احتجاج وعناد کی دنیا کو ٹھکرا کے

یہاں چلا آ کر جہاں مہذب معاشرے کی

کوئی لعنت اور کوئی غلاظت نہیں ہے

عروس فطرت تمام رعنائیوں کے ساتھ

تیری آمد کی منتظر ہے

تیری آمد مبارک وسعید

سمجھی جائے گی

اور یاد رکھ کہ طفل کوہسار ہی طفل یزداں ہے!

تمہارے لوگوں کی زندگی

چھچھوندر کے بل کی طرح تاریک

اور تار عنکبوت کی طرح بے ثبات ہے

کیا شکست خوردہ زندگی

تحقیر آمیز موت کی مثیل نہیں ہے؟

عجز وخوف کی زندگی شب وروز کی موت کا نام ہے

☆☆☆☆☆

جوابِ شیخ

سکوں آفریں ایام حیات، کوہسار اور حسن آفریں
شراب منزہ، خرد کی امیں

عاشق ہوں میں بھی
ایسی فضا کا
حلاوت سے معمور
لطافت سے معمور
حیف کے یہ سب ممکن نہیں
قیدی ہوں مدت سے دستِ قضا کا!

اغراض نفس، ازل سے اسیر
غلام حقیر، کہ عالی امیر
قسمت کے معبد میں سجدہ نشیں
وہم کے پجاری محروم یقیں
قبائے ضعیفی میں لپٹے ہوئے

قناعت کے حجرے میں سمٹے ہوئے
اچھے، برے دن گزر جائیں گے
وقت معین پر مر جائیں گے

☆☆☆☆☆

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ترانۂ آزادی

اے حریت!

ہم اپنے دل کی گہرائیوں سے پکارتے ہیں،

تو اس تاریک فضا میں ہماری فریاد سن

ہم اپنے ہاتھ تیری طرف اٹھاتے ہیں

اس لئے تو ہماری طرف دیکھ!

ہم اس برف پر تیرے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں

تو ہم پر رحم کر!

ہم تیرے عرش مقدس کے سامنے کھڑے ہیں

ہمارے لباس اپنے آبا و اجداد کے خون سے آلود ہیں

تو ہم پر رحم کر!

ہم تیرے عرش مقدس کے سامنے کھڑے ہیں

ہمارے لباس اپنے آبا و اجداد کے خون سے آلود ہیں

ہمارے شعور اس مٹی تلے دفن ہیں

جس میں ہمارے اسلاف کی ہڈیاں پوشیدہ ہیں

ہمارے ہاتھوں میں تلواریں ہیں

جنہوں نے ان کے جگر لخت لخت کیے

اور جنہوں نے ان کے دل ریزہ ریزہ کیے

ہم ان زنجیروں کو گھسیٹ رہے ہیں

جن میں انہیں پابندی سلاسل کیا گیا!

ہمارے ہونٹوں پر فریاد ہے

جس نے ان کے گلے کو زخمی کیا

ہم وہ نوحہ خوانی کر رہے ہیں
جس نے ان کے زنداں کی تاریکیوں کو بھر دیا
ہمارے ہونٹوں پہ اس دعا کے بول ہیں
جوان کے غم زدہ قلوب سے پھوٹی!

☆☆☆☆☆

اے حریت!
ہم پر رحم کر اور ہماری فریاد سن!
نیل کے منبع سے فرات کے دھانے تک،
لوگوں کی آہ بکا تجھ تک پہنچ رہی ہے
اور جزیرے سے لبنان تک
کانپتے ہوئے ہاتھ تیری طرف بڑھ رہے ہیں
گویا وہ نزع کے عالم میں مبتلا ہیں!
خلیج فارس کے ساحل سے
صحرا کی پہنائی تک
انسانوں کی غم آلود آنکھیں
تیری طرف اٹھ رہی ہیں
گویا یہ نظریں دم واپسیں کی علامت ہیں

☆☆☆☆☆

اے حریت!
ہماری طرف توجہ کر، ہماری طرف دیکھ!
ہمارے جھونپڑے فقر و ناداری کے تاریک
سائے میں ایستادہ ہیں

اور ہم ان کے سائے میں تیرے سامنے دریدہ بدن کھڑے ہیں
ہمارے گھر جہل و حماقت کی ظلمت میں گھرے ہوئے ہیں
اور ہم جہل و حماقت کی ظلمت میں محصور
اپنے دل تیرے حضور پیش کرتے ہیں
ہمارے مکانات جبر و استبداد کے غبار میں
ہم تیرے لئے اپنی زخمی روحوں کا تحفہ لئے کھڑے ہیں!

☆☆☆☆☆

اے حریت!
ہم پر رحم بھری نظر ڈال
ہم نے تجھے تلاش کیا،
مکتبوں اور مدرسوں میں
مگر تو وہاں نہ تھی
ہم نے تیری جستجو کی
معبدوں اور مندروں میں
مگر تو وہاں نہ تھی!
ہم نے تجھے ڈھونڈا
عدالتوں اور محاکموں میں اور تجھے نہ پا سکے!
ہم تیری شفقت کے بھوکے ہیں
تیری عنایات کے جویا ہیں
ہمیں نجات دلا، اے حریت!

☆☆☆☆☆

کسان اپنے کھیتوں میں ہل چلاتا ہے

اس کی قوت پسینہ میں بہت جاتی ہے
اس کی ہڈیاں دھوپ سے پگھل جاتی ہیں
وہ کھیتوں میں ضیات قلبی کی
تخم ریزی کرتا ہے.....!
اور اسے اپنے خون سے سینچتا ہے
مگر خار و خس کے سوا کچھ نہیں پاتا!
اے حریت! بول اور جواب دے
ہمیں پھولوں اور غنچوں کے بجائے
خار و خس ملتے ہیں،
اے حریت، ہمیں بچا
ہماری مدد کر!
ابتداء ہی سے ہماری روحوں پر
جور و ستم کے اندھیرے مسلط ہیں!
ہم سوچتے ہیں صبح کب ہو گی؟
ہمارے جسم ایک زنداں سے نکلتے
اور دوسرے زنداں میں چلے جاتے ہیں
اور نسلیں ہم پر خندہ زن ہیں!
یہ تمسخر ہمیں کہاں تک لے جائے گا؟

☆☆☆☆☆

ہماری گردنیں غلامی کے ایک پھندے سے آزاد ہوتی
اور دوسرے پھندے میں پھنس جاتی ہیں!
اور قومیں ہماری ہنسی اڑاتی ہیں!

ہماری قیود خود فنا ہوتی ہیں اور
نہ ہم ان قیود سے نجات پا سکتے ہیں
آخر ہم کیوں کر زندہ ہیں؟

☆☆☆☆☆

اہل مصر کی غلامی سے
ملکہ سبا بلقیس تک!
فارس کی قساوت سے
اہل افریقہ کی عبدویت تک!
استبداد روم سے مغلوں کے مظالم تک
افرنگیوں کے حرص و آز سے
ہماری اس حالت سے آخر!
ہماری سزائیں ہمیں کہاں تک پہنچا دیں گے
فرعون کی گرفت سے پنجہ بخت نصر تک
بازوئے اسکندر سے ہیرودس کی تلواروں تک
شاگردان نیرو سے نائبین ابلیس تک
ہم کن کن ہاتھوں میں رہے
اور اب کہاں جا رہے ہیں؟
ہمیں موت کب آئے گی؟
کہ ہمیں سکون ابدی نصیب ہوا

☆☆☆☆☆

ہمارے بازوؤں کی قوت سے معبد
اور گرجے تعمیر کیے گئے......

ہماری پیٹھ پر مٹی اور پتھر لاد کر
قصور و بروج بنائے گئے
لوگوں نے ہماری قوت نچوڑ کر
عالی شان مینار تعمیر کیں
لیکن ہمارے لئے جھونپڑوں اور غاروں
کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں
ہم لوگوں کے گودام اور خزانے کو بھرتے ہیں
اور ہمارے لئے لہسن اور ساگ پات کے سوا کچھ نہیں!
ہم ریشم اور صوف بنتے ہیں
اور ہمارے نصیب میں چیتھڑوں کے سوا کچھ نہیں!

☆☆☆☆☆

انہوں نے ہم میں تفریق پیدا کی
حیلوں اور بہانوں سے......
گروہوں میں بانٹ دیا ہم کو
اور بغض و عناد کی ایک اونچی دیوار چن دی
اپنے تخت و تاج کی حفاظت کے لئے
اور اپنے دل کی طمانیت کے لئے
عربی کو عجمی کے خلاف اُکسایا
شیعہ کو سنی کا دشمن بنایا
اور کردی کو بدوی سے لڑایا
احمدی کو مسیحی کے خلاف بھڑکایا

☆☆☆☆☆

سن ! اے حریت ! ہماری فریاد پر کان دھر !

اے ام ساکنین ارض !

اک نظر ہم پہ بھی ڈال !

بول ! اے ! بنائے ارض کی مان !

ہم میں سے کسی ایک کی زبان سے بول !

کہ ایک ہی شراہ خشک گھاس کے انبار

کو شعلوں میں بدل دیتا ہے

اپنے پروں کی جنبش سے

ہم میں سے کسی ایک کی روح کو زندہ کردے !

کہ بجلی کی ایک ہی چمک

وادیوں اور کوہساروں کو منور کر دیتی ہے !

ہمارے دکھوں کے سیاہ بادلوں کو

اپنے عزم سے ریزہ ریزہ کردے

صاعقہ کی طرح اتر اور

منجنیق کی طرح بلند تختوں کو منہدم کردے

جو رشوت اور جزیے کے ملمع سے چمک رہے ہیں !

اور جن پر

خون اور آنسوؤں کا روغن چڑھا ہوا ہے !

☆☆☆☆☆

اے رومہ کی بہن ! ہمیں بچا

اے موسیٰ کی رفیقہ ہمیں نجات دلا !

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حبیبہ !

IqbalCyberLibrary All rights reserved ©2002-20

ہمیں معاف کر دے......

اے یسوع کی دلہن ہمیں علم بخش

ہمارے دلوں کو قوت عطا کر،

کہ ہم اپنے دشمنوں کے

جور ستم سے محفوظ رہ سکیں!

☆☆☆☆☆

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

رات اور دیوانہ

دیوانہ

میں تجھ سے مشابہ ہوں اے شب
سیاہ اور برہنہ
میں اس آتشیں رستے پر چلتا ہوں
جو میرے دن کے خوابوں کے اوپر اوپر جاتا ہے،
اور جہاں کہیں میرے پاؤں
زمین پر لگتے ہیں
شاہ بلوط کا ایک تناور پیڑ اگ آتا ہے!

رات

نہیں اے دیوانے!
تو میری طرح نہیں ہے
اس لئے کہ تو اب بھی
ریت پر اپنے نقش پا دیکھنے کے لئے
مڑ مڑ کے دیکھتا ہے

دیوانہ

میں تیرا مستقبل ہوں اے شب
خاموش اور گہرا!
میری تنہائی کے دل میں وہ دیوی لیٹی ہے،
جس کے بطن سے ایک علوی وجود جنم لینے والا ہے
وہ علوی وجود،
جس میں فردوس اور جہنم یکجا ہوں گے!

www.IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2006

☆☆☆☆☆

رات

اے دیوانے!

تو میرا مثیل نہیں ہے!

کہ تو اب بھی

آرام و مصائب کے سامنے کانپتا ہے!

اور جہنم کے گیتوں سے خوف کھاتا ہے!

دیوانہ

میں تیری طرح ہوں اے شب!

وحشی اور باجبروت!

میرے کانوں میں شکست خوردہ قوموں کی فریادیں

اور جلاوطنوں کی

حسرت ناک آہیں گونج رہیں ہیں!

رات

نہیں، اے دیوانے!

تو میری طرح نہیں ہے!

کہ تو اب بھی،

اپنی حقیر رات کو

اپنا وفادار رفیق سمجھتا ہے!

اور اپنی باجبروت ذات کو

دوست بنانا اب بھی

تیرے امکان سے باہر ہے!

دیوانہ

میں تجھ سے مشابہ ہوں اے رات!

خون آشام اور ہلاکت پسند!

میرا دل سمندروں میں جلتے ہوئے جہازوں

کو دیکھ کے خوش ہوتا ہے

اور میرے ہونٹ

میدان کارزار میں بچھڑے ہوئے سورماؤں

کے لہو سے لطف اندوز ہوتے ہیں!

رات

نہیں، اے دیوانے!

تو میری طرح نہیں ہے

کہ تجھ پر اب بھی رفیقہ حیات کا شوق

مسلط ہے!

یہ شوق

تجھے لئے لئے پھرتا ہے

تو نے اب تک اپنے نفس کے لئے

کوئی قانون نہیں بنایا!

دیوانہ

میں تیری طرح ہوں اے شب!

مسرور اور شاداں!

جو مرد میرا رفیق ہے،

وہ ہمیشہ اچھوتی شراب سے مدہوش رہتا ہے

اور جو عورت،

مجھ سے پر خلوص محبت کرتی ہے

وہ فراخ دلی سے گناہوں کا ارتکاب کرتی ہے!

رات

نہیں، اے دیوانے!

تو میر روح نہیں اس لئے کہ تیری روح

ایسی نقاب میں روپوش ہے

جس کی سات تہیں ہیں

اور تو اب تک

اپنے دل کو اپنی ہتھیلی پر نہیں رکھ سکا!

دیوانہ

میں تیری طرح ہوں، اے رات

صبر پیشہ اور غم زدہ!

میرے سینے میں ان چاہنے والوں کی قبریں ہیں

جنہوں نے

بڑے خلوص سے جانیں نچھاور کیں!

جنہیں اشوں نے غسل دیا،

اور مرجھائے ہوئے بوسوں نے کفن پہنایا

رات

کیا مجھ سے مشابہہ ہے؟ اے دیوانے!

کیا تو میرا مثیل ہے؟

کیا تو سچ مچ میری طرح ہے؟

کیا تو آندھی کو اپنا گھوڑا بنا سکتا ہے
اور بجلی کو تلوار کھینچ سکتا ہے؟

دیوانہ

میں تیری طرح ہوں، اے رات!
طاقت ور اور عظیم!
میں نے بچھڑے ہوئے دیوتاؤں کے انبار پر
اپنا تخت بچھایا ہے!
میں نے زمانے پر
اس طرح قابو پایا ہے
کہ وہ میرے سامنے سے جھک کر گزرتا ہے
میرے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہے
لیکن میرے چہرے کی طرف دیکھنے کی
جرات نہیں کرسکتا

رات

کیا تو میری طرح ہے؟
اے میرے تند رتہ
اور تاریک دل کے بیٹے
کیا میرے باغیانہ افکار تیرے دل
راہ پاتے ہیں؟
یا تو میری وسیع زبان
بولتا ہے؟

دیوانہ

ہاں، ہم دونوں جڑواں بہن بھائی ہیں،

اے رات!

تو ابدیت کے اسرار منکشف کرتی ہے

اور میں اپنے دل کے بھید کھولتا ہوں!

ہم ایک دوسرے کے مثل ہیں!

عظیم اور باجبروت

عمیق اور پر اسرار۔

☆☆☆☆☆

لیل العشاق

اے شام کے بادلوں اور صبح کے پریوں کے درمیان ایستادہ دیو!

جو لبادہ سکوت اوڑھے پہلو میں عرب وجلال کی تلوار لٹکائے

سر پہ تاج مہتاب سجائے

ہزار آنکھوں سے زندگی کی گہرائیوں کو دیکھ رہا ہے

اور ہزار کانوں سے فنا و نیستی کی آہیں سن رہا ہے

تیری ظلمت میں چمکتا ہے نور سماوات

دن وہ نور ہے جو ہمیں زمین کی تاریکیوں میں چھپا لیتا ہے

تو وہ امید ہے جو ابدی قوتوں کے حضور

ہماری چشم بصیرت کو وا کر دیتی ہے

اور دن وہ غاباز ہے

جو میزان اور مقداروں کے ذریعے ہماری بینائی سلب کر لیتا ہے

تو وہ گہرا سکوت ہے

جو ہم پر روح سماوی کی بیداری کے اسرار منکشف کرتا ہے

اور دن وہ ہنگامہ ہے جو غرض مندی و مقصد پرستی

کی ٹھوکروں میں پڑے ہوئے انسانوں کو اکساتا ہے

تو وہ عادل ہے جو نیند کے بازوؤں کو طاقت وروں کی خواہشات

سے ہم دوش کرتا ہے

☆☆☆☆☆

تو وہ مہربان ہے جو اپنی مخفی انگلیوں سے

قسمت کے ماروں کی آنکھیں بند کرتی ہے

اور ان کے دلوں کو ایک ایسی دنیا میں پہنچا دیتی ہے

جس کی سفاکیاں، اس دنیا کی سفاکیوں
سے کہیں کم ہیں.....!

☆☆☆☆☆

تیری نیلگوں پوشاک کی تہوں میں
ارواح عشاق بسیرا کرتی ہیں!
اور تیرے شبنم آلود قدموں میں
فرقت زدہ اپنے آنسو نچھاور کرتے ہیں
تمہاری ہتھیلیوں میں کہ جن میں وادیوں کی مہک رچی ہوئی ہے
غریب الوطن سامان تسکین پاتے ہیں!
تو عاشقوں کی رفیق ہے
خلوت پسندوں کی انیس اور
غریب الوطنوں کی ندیم ہے
تیرے سائے میں شاعروں کے جذبات آسودگی پاتے ہیں
اور پیغمبروں کے دل بیدار ہوتے ہیں
اور تیری زلفوں تلے
مفکروں کی فکر جلا پاتی ہے اور ان کی تخلیقی قوتیں
ایک نیا جنم لیتی ہیں
شاعر تجھ سے تحریک پاتے ہیں
پیغمبر تجھ سے انکشاف کا سبق لیتے ہین
اور فلاسفر تجھ سے رہنمائی پاتے ہیں!

☆☆☆☆☆

جب میری روح انسانوں سے اکتا گئی

اور میری آنکھیں سورج کو دیکھتے دیکھتے تھک گئیں

تو میں وادیوں میں چلا آیا

جہاں ماضی کی پرچھائیاں محو خواب ہیں!

☆☆☆☆☆

وہاں میں ایک سیاہ ٹھوس مگر مرتعش وجود کے سامنے کھڑا ہو گیا

جو ہزار قدموں سے

میدانوں، وادیوں اور پہاڑوں کو طے کر رہا تھا

وہاں میں نے پرچھائیں کی آنکھوں میں جھانکا

اور غیر مرئی پروں کی سرسراہٹ سنی

اور خاموشی کے غیر مرئی پیرہن کے لمس کو محسوس کیا

اور اپنے آپ کو ظلمت کی خوفناکیوں کے سپرد کر دیا!

☆☆☆☆☆

وہاں، اے شب عشاق!

میں نے تجھے دیکھا، ایک پرہول مگر حسین پیکر کی صورت میں

جو بادلوں کا لبادہ اوڑھے

اور کہر کی نقاب ڈالے

ارض و سما کے درمیان ایستادہ

سورج پہ قہقہہ زن ہے

شب بیدار اور اصنام پرست غلاموں

کی خوشامد کر رہا ہے!

☆☆☆☆☆

میں نے تجھے دیکھا ہے اے شب!

تو ریشم و مخمل کے نرم و گداز بستروں پر سونے والے
بادشاہوں کو پریشان کر رہی ہے!
راہ زنوں کے چہروں کو ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی ہے
اور بچوں کے پنگھوڑوں کے پاس کھڑی ان کی حفاظت کر رہی ہے
اے شاعروں اور مغنیوں کی رات!
میں نے تجھے دیکھا ہے ایک پر ہول مگر حسین پیکر میں
جو عصمت فروشوں کے مجبور تبسم پر اشکبار تھا
اور عاشقوں کی اشکباری پر مسکرا رہا تھا
پر عظمت دلوں کو اپنے ہاتھ سے اٹھا رہا تھا
اور شر پسندوں کو اپنے قدموں سے پامال
کر رہا تھا..........

☆☆☆☆☆

وہاں، اے رات!
میں نے تجھے اور تو نے مجھے دیکھا
بے شک تو خوفناک ہے پر میرے لئے
تو باپ کا درجہ رکھتی ہے.....اور میں
اپنی امیدوں اور تمناؤں کی بنا پر
تیرے نزدیک بیٹے کی حیثیت رکھتا تھا

☆☆☆☆☆

آخر کار قیاس و گماں کے پردے ہٹا دیئے گئے
بد اعتمادی کا اندھیرا اچھٹ گیا
اور تو نے مجھ پر اپنے اسرار و موز

منکشف کر دیئے

اور میں نے تیرے سامنے خود کو بے نقاب کر دیا

اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کے ساتھ

امیدوں اور چاہتوں کے ساتھ!

اور پھر تمہاری دہشت ایک شیریں تر نغمے میں بدل گئی

ایسا نغمہ جو دل کے لئے پھولوں کی سرگوشیوں سے ملائم تر ہے!

☆☆☆☆☆

مرے اندیشے محو ہو گئے

اور اب میں مطمئن اور پرسکون ہوں

قناعت پسند طیور سے زیادہ!

تو نے مجھے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا ہے

اور میری آنکھوں کو دیکھنا

کانوں کو سننا

اور میرے ہونٹوں کو بولنا سکھا دیا ہے

تو نے مجھے ان اشیاء سے محبت کرنا سکھایا

جن سے دنیا نفرت کرتی ہے

اور جن چیزوں سے نفرت کرنا سکھایا

ان سے لوگ محبت کرتے ہیں

تو نے میرے افکار کو

اپنی ملائم انگلیوں سے مس کیا

اور میرے افکار ایک مترنم ندی کی طرح بہنے لگے!

☆☆☆☆☆

اس کے بعد تو نے اپنے آتشیں لب
میرے لبوں پر رکھ دیئے اور میں نے
تیرے آتشیں بوسے کی حلاوت کو محسوس کیا
اور میری روح ایک شعلے کی طرح بھڑک اٹھی!

☆☆☆☆☆

اے رات! میں تیرے ساتھ رہا!
یہاں تک کہ تجھ سے مشابہہ ہو گیا
تجھ سے مانوس ہوا، اس قدر کے میری خواہشیں
تیری خواہشوں میں تحلیل ہو گئیں!

☆☆☆☆☆

میں نے تجھ سے محبت کی!
اتنی شدید اور گہری محبت
کہ میرا وجدان تیرے وجود کی ایک چھوٹی سی تصویر بن گیا!
میری روح میں تابندہ نجوم ہیں
جنہیں جذبہ شوق رات کو بکھیرتا ہے
اور وسوسے صبح کو سمیٹ لیتے ہیں
اور میرے دل میں ایک چاند ضوفشاں ہے
جو میرے خوابوں کے جلوس کو نمایاں کر دیتا ہے
میری بیدار روح میں ایک خاموشی ہے
جو مجھ پر اسرار عشاق منکشف کرتی
اور عابدوں کی دعاؤں کو دہراتی ہے
اور میرے سر کے چاروں طرف ایک طلسمی غلاف

تنا ہوا ہے

جسے مرنے والوں کی خرخراہٹ پارہ پارہ کرتی ہے

اور شاعروں کے نغمے سنتے ہیں

☆☆☆☆☆

اے رات میں تجھ سے مشابہ ہوں

کیا لوگ میری اس مشابہت کو قابل فخر سمجھیں گے؟

جب کہ دن سے مشابہت کو سرمایہ افتخار جانتے ہیں!

میں تجھ سے مشابہ ہوں

اور ہم دونوں اس گناہ کے ملزم ہیں

جس کا ارتکاب ہم نے کیا

میں تجھ سے مشابہ ہوں اے رات!

اپنی فطرت، اپنے کردار، اپنی امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ

☆☆☆☆☆

میں تجھ سے مشابہ ہوں!

اگرچہ شام نے اپنے سنہرے بادلوں کا تاج

میرے سر پر نہیں رکھا!

میں تجھ سے مشابہ ہوں

اگرچہ صبح نے اپنی گلابی شعاعوں

سے میرے دامن کو نہیں سنوارا!

☆☆☆☆☆

میں تجھ سے مشابہ ہوں

اگرچہ کہکشاں کی پیٹی میری کمر میں نہیں ہے!

☆☆☆☆☆

میں بھی ایک رات ہوں

پرسکوت اور بے کراں

میری ظلمت کی کوئی ابتداء ہے

نہ میری گہرائیوں کی کوئی انتہاء!

جب کبھی روحیں اپنی مسرت کی روشنی میں

پرواز کے لئے پر کھولتی ہیں

تو میری روح غم کے اندھیروں کے ساتھ

عظمت و بزرگی کی رفعتوں کی طرف اڑتی ہے!

میں تجھ سے مشابہ ہوں! اے رات!

اور جب تک موت مجھے اپنی آغوش میں نہیں لے لیتی

میری صبح نہیں ہوگی!

☆☆☆☆☆

رازِ زندگی

پھر وہ اس عورت کے ہمراہ باہر نکلا۔ اس کے ساتھ وہ حواری بھی تھے۔ یہاں تک کہ وہ شہر کے چوک میں پہنچ گئے۔

اس کے ہمسائے اور اس کے رفیق اور دوسرے لوگ وہاں جمع تھے۔ ان کے دل مسرت سے لبریز تھے اور آنکھیں خوشی سے چھلکی پڑتی تھیں۔

اس نے کہا:

تم زندگی کے خوابوں میں نشو و نما پا رہے ہو،

اور انہی بے پایاں خوابوں میں

تم اپنی زندگی کی تکمیل کرتے ہو!

تمہارے ایام حیات تو اس نعمت کے تشکر اور امتنان میں گزر جاتے ہیں۔

جو تم نے شب کی خاموشیوں میں حاصل کی!

☆☆☆☆☆

اکثر تم یہی خیال کرتے ہو

کہ شب کی خاموشی

اطمینان و آرام کے لئے ہوتی ہے

لیکن سچ تو یہ ہے کہ

رات ہی کی پہنائیوں میں حقیقت کی تلاش

اور اسرار کا انکشاف ہوتا ہے!

دن کے اجالے میں علم کی قوتیں

بیدار ہوتی ہیں

اور تمہارے ہاتھ

کسی شے کو پا لینے میں

مہارت حاصل کرتے ہین

لیکن یہ رات ہی تو ہے

جو تمہیں

زندگی کے خزانوں کی طرف لے جاتی ہے

☆☆☆☆☆

وہ چیزیں جو آفتاب کی روشنی میں

اپنی آرزوؤں کی تکمیل کرتی ہیں،

افتاب انہیں ایک سبق دیتا ہے

لیکن رات،

انہیں ہم دوش ثریا بنادیتی ہے!

☆☆☆☆☆

رات کی خاموش گہرائیوں میں،

پودوں اور پھولوں پر

عروسی نقاب پھیل جاتی ہے

اور پھر ایک طرب ناک ضیافت کا سامان

مہیا ہوکر

ایک حجلہ عروسی بن جاتا ہے

پھر اس سکوت مقدس میں

وقت کی کوسے

فردا کی تخلیق ہوتی ہے

اس لئے یہ تمہی پر منحصر ہے کہ

تم اپنی جستجو سے زندگی کا مقصد اعلی

اور پیام مکمل حاصل کرو!

☆☆☆☆☆

لاریب کہ آفتاب کی اولین کرنیں
شب کی یادوں کو تمہارے ذہن سے
یکسر محو کر دیتی ہیں،
لیکن دامان باغبان شب
ہمیشہ بجھا رہتا ہے
اور خلوت گاہ عروسی
تمہاری منتظر تھے
اس نے پھر کہنا شروع کیا
بے شک، تم اپنے وجود میں اسیر ارواح ہو!
تم شب کے اندھیرے میں جلنے والے تیل کے شعلوں کی مانند ہو،
لیکن چراغوں میں اسیر!
اگر تم محض اجسام ہی ہوتے
تو تمہارے سامنے،
میری باتیں بے کار تھیں!
جیسے ایک مردہ،
دوسرے مردوں کو پکار رہا ہو!
لیکن حقیقت یہ نہیں!
تمہارے غیر فانی عناصر،
شب و روز کی قید سے آزاد ہیں!
انھیں کوئی طاقت اسیر نہیں کر سکتی،

کہ یہی مشیت ایزدی ہے!

تم رب قدوس کی سانسوں کے ساتھ

سانس لے رہے ہو!

ہوا کو کون اسیر کرسکتا ہے؟

میں بھی اس کی سانسوں میں سے ایک سانس ہوں!''

پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہجوم کو چیرتا ہوا تنہا باغ میں داخل ہوا

سرقس نے، جس کے شبہات ابھی پوری طرح رفع نہ ہوئے تھے، کہا

آقا! بدصورتی کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمایئے!

تب مصطفیٰ نے جواب دیا۔ اس کی آواز میں تیزی اور گونج تھی۔

میرے دوست! کیا وہ شخص تمہیں یہ کہہ سکتا ہے کہ تم مہمان نواز نہیں ہو

جب کہ تمہارے گھر کے سامنے سے گزرے اور دروازے پر دستک دیئے بغیر لوٹ آئے؟

اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ اجنبی زبان میں بات چیت کرے جس کو تم مطلق نہیں سمجھتے تو کیا تمہیں بہرہ اور جاہل کہا جاسکے گا؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم نے اس چیز کو سمجھنے اور اس کے دل میں اتر جانے کی کبھی جدوجہد نہیں کی۔

جسے تم بدصورتی کہتے ہو؟

بدصورتی کیا ہے؟

ہماری آنکھوں کے پردے اور ہماری آنکھوں کی موم!

میرے دوست، کسی کو بدصورت نہ کہو، سوائے ان بھیانک یادوں کے کہ جن سے تمہاری روح کو خوف محسوس ہو!

☆☆☆☆☆

نالہ خاموش

خاموش: اے دل!
کہ فضا تیرے لئے گوش بر آواز نہیں!
خاموش!
کہ نالہ تم سے گراں بار ایثر
تیرے نغموں اور حمدوں کے سننے کی تاب نہیں لا سکتا!

☆☆☆☆☆

خاموش!
کہ شب کے سائے تیرے اسرار کی سرگوشیوں سے
دلچسپی نہیں رکھتے!
اور تاریکی کے جلوس،
تیرے خوابوں کے سامنے نہیں ٹھہرتے!

خاموش، اے دل من!
طلوع سحر تک خاموش رہ!
کہ جو کوئی صبر کے ساتھ صبح کا انتظار کرتا ہے
وہ اس سے یقیناً ملاقات کرتا ہے
اور جو کوئی روشنی سے محبت کرتا ہے
روشنی اس سے محبت کرتی ہے!

☆☆☆☆☆

خاموش! اے قلب من!
اور گوش ہوش سے میری داستان سن!

میں نے خواب میں ایک بُلبل کو دیکھا
جو آتش فشاں کے دہانے پر نغمہ زن تھی!
اور میں نے نرگس کے ایک پھول کو دیکھا
جو برف کی آغوش میں مسکرا رہا تھا!
اور ایک برہنہ حور کو دیکھا
جو قبروں کے درمیان ناچ رہی تھی!
اور ایک شیر خوار بچہ دیکھا
جو ہنستے ہوئے، انسانی کھوپڑیوں سے کھیل رہا تھا
میں نے یہ تمام مناظر خواب میں دیکھے
لیکن جب میں بیدار ہوا
تو دیکھا کہ آتش فشاں بدستور شعلہ فشاں ہے
لیکن جب میں بیدار ہوا
تو دیکھا کہ آتش فشاں بدستور شعلہ فشاں ہے
لیکن بُلبل مجھے کہیں دکھائی نہیں دی
اور اس کا نغمہ بھی سنائی نہیں دیا

☆☆☆☆☆

میں نے دیکھا،
آسمان، وادیوں اور میدانوں پر برف برسا رہا ہے
اور نرگس کے بکھرے ہوئے پھولوں کو
برف کا سفید کفن پہنا رہا ہے
میں نے دیکھا،
قبروں کی قطاریں وقت کی خاموشی کے سامنے

پھیلی ہوئی ہیں

اور اب وہاں کوئی بھی رقصاں نہیں ہے،

میں نے بوسید کھوپڑیوں کا ایک ڈھیر دیکھا

لیکن اب کسی کو بھی قہقہہ زن نہیں دیکھا

صرف ہوا تھی جو خاموشی سے بہہ رہی تھی

☆☆☆☆☆

عالم بیداری میں،

میں نے حزن و ملال کو دیکھا!

لیکن میرے خوابوں کی حلاوت

اور میرے خوابوں کی مسرت کہاں گئی؟

میرے خوابوں کے نقوش کیوں کر محو ہو گئے؟

روح کیسے مطمئن ہو سکتی ہے!

جب تک کہ نیند

اپنی امیدوں اور آرزوؤں کی پرچھائیں واپس نہ لائے

☆☆☆☆☆

اے دل گوش بر آواز

کہ میں اپنی داستان پھر شروع کرتا ہوں!

کل تک میرا نفس ایک تناور، پرانا درخت تھا

جس کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں

اور شاخیں لامکاں کی طرف بلند تھیں

بہار میں میرے نفس کی شاخیں گل ریز ہوئیں

اور گرما میں ثمر بار!

اور جب خزاں آئی
تو میں نے اپنے نفس کے تمام پھل
ایک نقرئی طشت میں سجائے
اور سر راہ جا بیٹھا
جو کوئی آتا، ایک پھل اٹھاتا اور چل دیتا!

☆☆☆☆☆

جب پت جھڑ رخصت ہوا،
اور اس کی عشرت نوائیاں نالہ و ماتم میں بدل گئیں
تو میں نے طشت کی طرف دیکھا،
اس میں صرف ایک پھل تھا،
جسے لوگوں نے میرے لئے چھوڑ دیا تھا!
میں نے وہ پھل اٹھایا اور منہ میں رکھ لیا
مگر یہ حنظل کی طرح کڑوا
اور کچے انگوروں کی طرح ترش تھا
تب میں نے نفس سے کہا:
افسوس کہ میں نے لوگوں کے منہ میں لعنت
اور ان کے پیٹ میں عداوت بھری!
تو پھر اے نفس!
تیری وہ حلاوت کیا ہوئی جو تیری جڑوں نے زمین کے سینے سے چوسی تھی
اور وہ مہک کہاں گئی؟
جو تیری شاخوں نے
کہکشاں کے آنچل سے چرائی تھی!

اور پھر میں نے

اپنے نفس کے تناور پیڑ کو اکھاڑ پھینکا!

میں نے اس کی جڑیں زمین سے اکھیڑ دیں

جہاں میں سویا اور پروان چڑھا تھا!

☆☆☆☆☆

میں نے اسے ماضی سے الگ کر دیا

اور ہزار بہار خزاں کی یاد

اس سے چھین لیں!

اس کے بعد میں نے اپنے شجر نفس کو

دوسری جگہ بو دیا

میں نے اسے وقت کی راہوں سے پرے

ایک لگ تھلک کھیت میں بو دیا

میں نے اسے وقت کی راہوں سے پرے

ایک الگ تھلگ کھیت میں بو یا اور اس کے قریب بیٹھا جاگتا رہا

میں نے اپنیت دل سے کہا

''بیداری ہمیں ستاروں سے قریب کرتی ہے۔''

میں اسے اپنے اشک و خون سے سینچتا رہا

اشکوں میں حلاوت ہے

اور لہو میں خوشبو!

☆☆☆☆☆

موسم بہار پھر آیا

اور میرے نفس کی شاخیں گل ریز ہوئیں

اور گرما میں ثمر بار ہوئیں!

پت جھڑ آیا تو میں نے اپنے شجر نفس کے پختہ پھلوں

کو

سونے کے تھال میں سجایا

اور تھال کو چوراہے پر رکھ دیا!

لوگ آئے اور چلے گئے،

لیکن کسی نے پھلوں کو چھوا تک نہیں!

☆☆☆☆☆

تب میں نے ایک پھل کو اپنے منہ میں ڈالا

یہ شہد ایسا شیریں اور بابل کی مے ایسا لذیذ

اور یاسمین ایسا خوشبو دار تھا!

میں بے اختیار چلا اٹھا!

لوگ نہیں چاہتے کہ ان کے منہ میں برکت

اور دلوں میں صداقت اترے

اس لئے کہ برکت اشکوں کی بیٹی

اور خون کا بیٹا ہے!

☆☆☆☆☆

میں نے اس اندھے شہر کو چھوڑا

اور زمانے کی راہوں سے دور کھیت میں

اپنے شجر نفس کی چھاؤں میں آ بیٹھا!

☆☆☆☆☆

اے میرے دل

طلوع سحر تک خاموش رہ!

خاموش رہ! کہ فضا بوسیدہ اجسام

کے تعفن سے بدہضمی کی حد تک شکم سیر ہے

اور اب وہ تیرے منزہ مشروب نہیں پی سکے گی!

☆☆☆☆☆

اے دل، آمد سحر تک خاموش رہ!

اور میری داستاں کو غور سے سن!

کل تک میرا فکر ایک سفینہ تھا،

جو سمندر کی موجوں میں ہچکولے لے رہا تھا،

اور ہواؤں کے ساتھ کبھی اس ساحل پہ جا لگتا

اور کبھی اس ساحل پر!

میرے فکر کا سفینہ سات گلاسوں کے سوا،

ہر شے سے خالی تھا،

جو مختلف رنگوں میں لبریز تھے،

ایسے مختلف رنگوں سے،

جو اپنے حسن و رعنائی میں مقوس و قزح سے مشابہ تھے!

کہ میں بحر پیمائی سے اکتا گیا

اور اپنے دل میں کہا

میں اپنے خالی سفینہ فکر کو لے کر ہی

اپنی مدر وطن کی بندرگاہ کی طرف لوٹوں گا

☆☆☆☆☆

اور پھر میں نے اپنے سفینہ فکر کو رنگوں سے سجایا

ڈوبتے سورج کی طرح زرد
بہار کے دل کی طرح سبز،
آسمان کی پیشانی کی طرح نیلگوں،
اور گل لالہ کی طرح سرخ رنگوں سے مزین کیا
اس کے بادبانوں اور چپواروں پر
عجیب و غریب نقش و نگار بنائے،
جو دل فریب بھی تھے اور نظر فریب بھی!
جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا
تو میرا سفینۂ فکر
پیغمبروں کے اس خواب کی مثال ہو گیا،
جو ازل اور ابد،
سمندر اور آسمان
اور دو لا نہاتیوں کے درمیان گردش کرتا ہے!

☆☆☆☆☆

جب میں اپنے وطن کی بندرگاہ میں داخل ہوا
لوگ میری تعظیم اور میرے استقبال کو
جوق در جوق نمودار ہوئے
اور دف بجاتے اور بانسری کی تانیں اڑاتے
مجھے شہر میں لے گئے

☆☆☆☆☆

انہوں نے میری تعظیم و تکریم کی،
اس لئے کہ میرا سفینۂ فکر کا خارجی حصہ

دل کش اور نظر فریب تھا!

ان میں سے کوئی میرے سفینۂ فکر کے اندر

داخل نہیں ہوا

کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا

کہ سمندر پار سے کیا لایا ہوں؟

اور کسی کو یہ علم نہ تھا

کہ میں تو خالی ہاتھ واپس آیا ہوں!

میرے سفینۂ فکر کی چمک دمک نے

ان کی بصارت و بصیرت کو خیرہ کر دیا تھا

اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا

میں نے لوگوں کو گمراہ کیا اور

سات رنگین گلاسوں سے

ان کی نگاہوں اور بصیرتوں کو دھوکا دیا

☆☆☆☆☆

ایک سال بعد:

میں پھر سفینۂ فکر کو لے کر روانہ ہوا

میں مشرقی جزائر میں پہنچا

اور مر، لوبان، عنبر اور صندل

اپنے سفینے میں رکھ لیا

میں مغربی جزیروں میں گیا

اور وہاں سے

سونا، چاندی، یاقوت، زمرد

ہاتھی دانت اور جواہر اکٹھے کیے!
شمالی جزیروں میں پہنچا
اور وہاں سے ریشم، اون اور نفیس ترین کپڑے
لے کر واپس ہوا
میں نے جنوبی جزائر کا سفر کیا
اور وہاں سے زرہ بکتر، تلواریں،
نیزے اور ہر قسم کا اسلحہ جمع کیا
میں نے دنیا کی تمام نفیس ترین اور عجیب چیزوں سے
اپنے سفینہ فکر کو لب ریز کیا،
اور اپنے دل میں یہ کہتا ہوا وطن روانہ ہوا
میرے ہم وطن میری تعظیم و تکریم کریں گے،
گاتے بجاتے مجھے شہر میں لے جائیں گے!

☆☆☆☆☆

لیکن جب میرا سفینہ فکر
وطن کی بندگاہ میں لنگر انداز ہوا
تو کوئی بھی میرے استقبال کو نہ آیا،
میں شہر کی گلیوں میں داخل ہوا
لیکن کسی نے میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا
میں ایک چوراہے میں کھڑا ہو گیا،
اور چلا چلا کر کہنے لگا:
آؤ اور دیکھو!
میں تمہارے لئے کیسے کیسے نادر تحفے

اور کیسی کیسی نفیس چیزیں لایا ہوں،

میرا سفینہ زر و جواہرات اور نوادرات

سے لب ریز ہے!

لیکن سب نے مجھے حیرت سے دیکھا

اور میرا مذاق اڑایا

اور نفرت سے منہ پھیر کے چل دیئے!

☆☆☆☆☆

میں حیرت و غم میں ڈوبا،

بندرگاہ کی طرف لوٹ آیا

اپنے سفینے پر نظر پڑتے ہی میں چلا اٹھا!

دیکھو میں ظاہر سے کتنا غافل رہا!

سمندر کی موجوں نے میرے سفینے کے کناروں سے تمام رنگ مٹا دیئے ہیں

اور وہ ہڈیوں کے ڈھانچے کے مثال ہو کے رہ گیا ہے

آندھی اور تمازت آفتاب نے

بادبانوں کی تمام تصویریں محو کر دی ہیں

اور ان کا رنگ مٹیالا ہو چلا ہے!

باطن کی محویت نے میرا ظاہر برباد کر ڈالا!

☆☆☆☆☆

میں نے دنیا کی وہ تمام نادر اشیاء

ایک صندوق میں بھریں

اور انہیں پانی میں بہا دیا

اس کام سے فارغ ہو کر میں ایک بار

پھر اپنے ہم وطنوں میں واپس آیا!
لیکن کسی نے میری طرف توجہ نہ دی
لوگوں کی نگاہیں صرف خارجی مظاہر کو دیکھتی ہیں!

☆☆☆☆☆

اس لمحے میں نے اپنے سفینے کو چھوڑ دیا
اور قبرستان کی طرف چلا گیا
وہاں میں قلعی شدہ قبروں کے درمیان بیٹھ گیا
اور ان کے اسرار و رموز پر غور کرنے لگا:
اے دل، صبح تک خاموش!
خاموش! کہ آندھی کے تند و تیز جھونکے
تیری گہرائیوں کی سرگوشی کا مذاق اڑا رہے ہیں
اور روادی کے غار،
اپنی آواز کے ساتھ
تیرے تاروں کی جھنکا کو نہیں وہرائیں گے!

☆☆☆☆☆

اے دل! صبح تک خاموش!
جو کوئی اطمینان کے ساتھ صبح کا انتظار کرتا ہے،
صبح اسے محبت سے گلے لگاتی ہے!
دیکھ اے دل!
وہ سحر کی کرنیں پھوٹیں
اگر تجھ میں گویائی کی سکت ہے
تو اب بول!

دیکھ اے دل!

وہ رہا جلوس سحر!

کیا شب کی خاموشی نے تیری گہرائیوں میں

شاداں و فرحاں نگور کے تختوں میں

جا رہے ہیں

پھر تو اٹھ کر،

ان کے ساتھ کیوں نہیں جاتا؟

☆☆☆☆☆

اٹھ! اے دل!

اور صبح کے ساتھ گرم رفتار ہو!

کہ شب ڈھل چکی،

اور اس کی تاریکیاں

خوابوں کے ساتھ فنا ہو چکیں!

☆☆☆☆☆

اٹھ اے دل،

او ر بلند آواز میں خوشی کے راگ الاپ!

کہ جو کوئی اپنے نغموں کے ساتھ،

صبح کا رفیق نہیں بنتا،

اہل نظر اسے

ظلمت زادوں میں شمار کرتے ہیں

وہ نغمے چھوڑ دیئے ہیں،

کہ جن کے ساتھ تو صبح سے ہم آغوش ہوگا!

☆☆☆☆☆

دیکھو! وہ کبوتروں اور بلبلوں کے پرے جو
وادی کے چاروں طرف پرواز کر رہے ہیں!
کیا شب کے خوف نے تیرے بازوؤں میں
اتنی سکت رہنے دی ہے کہ تو ان طیور کے ساتھ پرواز کر سکے؟

☆☆☆☆☆

دیکھ وہ چرواہے باڑوں میں سے
بھیڑ بکریوں کو نکال رہے ہیں!
کیا شب کی پرچھائیوں نے تجھ میں،
اتنا عزم رہنے دیا ہے کہ
تو ان کے پیچھے پیچھے
سرسبز و شاداب چراگاہوں میں جا سکے؟

☆☆☆☆☆

دیکھ! وہ نوخیز دوشیزائیں اور نوجوان

☆☆☆☆☆

تختۂ دار

میں نے لوگوں سے چیخ چیخ کے کہا:
"میں چاہتا ہوں، تم مجھے صلیب پر چڑھا دو!"
انہوں نے جواب دیا۔
"ہم تیرا خون اپنے سر کیوں لیں؟"
ہم نے ان سے کہا۔
"اگر تم نے دیوانوں کو صلیب پر نہ چڑھایا، تو پھر تم
اپنے اوپر فخر کر سکو گے؟
انہوں نے میری بات مان لی۔
اور مجھے سولی پر چڑھا دیا۔
اور سولی نے میری روح کے طوفان
کو فروغ دیا!

☆☆☆☆☆

جب میں زمین و آسمان کے درمیان معلق تھا،
لوگوں نے سر اٹھا کے مجھے دیکھا۔
ان پر ایک استعجاب کی کیفیت طاری تھی
اس سے پہلے ان کے سر
ان کے قدموں سے اوپر نہ اٹھے تھے
تو ان میں سے ایک نے کہا
"اے شخص! تو کس گناہ کا کفارہ ادا کر رہا ہے؟
دوسرے نے کہا......
اپنے پروردگار کی قسم! سچ سچ بتا، تجھے اپنی جان کی قربانی دینے پر کس چیز نے آمادہ

کیا؟

اس کے بعد تیسرا بولا۔

''اے جہالت کے پتلے! کیا تو یہ سمجھ رہا ہے کہ اس حقیر سی قیمت پر جو تو ادا کر رہا ہے، دنیا کا عزو شرف خرید لے گا؟''

آخر میں چوتھا بولا......

''ذرا اس گونگے یتیم کو تو دیکھو، گویا اس پر کچھ بیت ہی نہیں ہری کیا کوئی انسان ایسی اذیت پر مسکرا سکتا ہے؟''

تب میں ان سے مخاطب ہوا۔

''میری مسکراہٹ کو یاد رکھو، اور اس کے سوا ہر چیز کو ذہن سے محو کر دو! میں کسی گناہ کا کفارہ ادا کر رہا ہوں اور نہ کسی قربانی کے پیچھے بھاگ رہا ہوں! نہ مجھے کسی عظمت کی آرزو ہے، اور نہ میں نے کوئی جرم کیا ہے کہ جس کی سزا بھگتوں؟

''لیکن میں پیاسا تھا، اس لئے میں نے تم سے درخواست کی کہ میرا خون مجھے پلا دو! کیا کسی دیوانے کے لئے اس کے خون کے سوا کوئی مشروب ہے جو اس کی پیاس بجھا سکے؟ نہیں ایسا کوئی مشروب نہیں ہے......؟''

''میں گونگا تھا۔ اس لئے میں نے تم سے درخواست کی میرے زخموں کو میرے لئے زبان بنا دو!

''میں تمہارے شب و روز کی ظلمت میں قید تھا، اس لئے میں نے ایک ایسی راہ تلاش کی جس پر چل کر میں ان دنوں تک پہنچ جاؤں جو تمہاری راتوں سے زیادہ کا مران ہیں۔

''اور اب میں وہاں جا رہا ہوں۔ جہاں مجھ سے پہلے بہت سے مصلوب جا چکے ہیں۔ لیکن یہ خیال تم کبھی اپنے دل میں نہ لانا کہ یہ مصلوبوں کا گروہ تمہاری سولیوں سے اکتا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ تو ہماری تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے کہ ہم...... دنیا کے

مختلف خطوں اور بلند آسمانوں کے درمیان تم سے کہیں زیادہ قوت و قدرت رکھنے والے جابروں کے ہاتھوں سولی چڑھائے جاتے رہیں........"

☆☆☆☆☆

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

میرے وطن کے سپوتو

تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

اے میرے مادرِ وطن کے لاڈلے بیٹو!

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں محض وعدوں سے

تمہارے لئے ایسے محلات تعمیر کروں،

جو پرفریب باتوں سے سجائے گئے ہوں!

وہ عبادت گاہیں بناؤں،

جن کی چھتیں خوابوں سے سجی ہوں؟

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ،

کہ میں ان تمام گھروندوں کو مسمار کردوں،

جنہیں بزدلوں اور مکاروں نے تعمیر کیا ہے!

اور ان تمام عمارتوں کو پیوندِ زمین کردوں؟

جنہیں ایمان سے محروم اور رحم سے عاری

انسانوں نے بنایا ہے!

بتاؤ تو سہی،

مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

اے میرے مادرِ وطن کے لاڈلو!

کیا تمہاری خوشنودی کے لئے میں کبوتر

کی طرح غٹرغوں کروں؟

یا اپنے نفس کے اطمینان کی خاطر

شیر کی طرح دھاڑوں؟

میں نے تمہارے لئے نغمے الاپے،
لیکن تم پر رقص، وجد کا عالم طاری نہ ہوا،
میں نے تمہارے آگے نغمے پڑھے،
لیکن تمہاری آنکھیں اشک بار نہ ہوئیں!
کیا تم یہ چاہتے ہو کہ
میں بیک وقت مسرت کے نغمے بھی الاپوں
اور غم کے نوحے بھی پڑھوں؟
تمہاری روح بھوک سے دوہری ہوتی جارہی ہے،
اور اکل معرفت، وادی کی کنکریوں سے زیادہ ہے
لیکن تم اسے نہیں کھاتے!
پیاس کی شدت سے تمہارے لب سوکھ رہے ہیں،
اور زندگی کے چشمے تمہارے اردگرد ابل رہے ہیں
تو پھر تم کیوں سیراب نہیں ہوتے؟
سمندر کے لئے مدوجزر ہیں
چاند کے لئے زوال وکمال ہے،
اور زمانے کے لئے بہار وخزاں ہے،
لیکن حق
رجعت، زوال اور تغیر سے ماورا ہے
پھر تم کیوں حق کی صورت مسخ کرنا چاہتے ہو؟

☆☆☆☆☆

میں نے تمہارے ستاروں کا جلال

اور ماہِ کامل کا جمال دکھانے کے لئے

شب کی خاموشیوں میں پکارا،

اور تم مارے خوف کے اپنے بستروں پر اچھل پڑے

اس کے بعد تم نے اپنی اپنی تلواریں سنبھالیں،

نیز بلند کیئے اور چلانے لگے:

"کہاں ہے دشمن؟"

ہم اس کا مقابلہ کریں گے

لیکن صبح دم،

جب دشمن اپنے لاؤلشکر سمیت آیا،

اور میں نے تمہیں آواز دی،

تو تم اپنی نیند سے بیدار نہ ہوئے

اور خوابوں کے بوجھ میں دبے پڑے رہے۔

☆☆☆☆☆

میں نے تم سے کہا

آؤ! پہاڑ کی چوٹی پر چڑھیں،

کہ میں تمہیں دنیا کا مشاہدہ کراؤں!

لیکن تم یہ کہہ کے خاموش ہو گئے!

جس وادی کی گہرائی میں ہمارے آبا وٗاجداد نے

زندگی بسر کی

اور اس کے سائے میں مر گئے!

ان کی قبریں بھی اس وادی کے غاروں میں ہیں!

پھر بھلا ہم اسے چھوڑ کر وہاں کیوں جانے لگے؟

جہاں ہمارے بزرگ نہیں گئے!

☆☆☆☆☆

میں نے تم سے کہا:
آؤ میدانوں میں چلیں،
کہ میں تمہیں سونے کی کانیں
اور زمین کے خزانے دکھاؤں!
لیکن!
تم نے انکار کر دیا!
"میدانوں میں ڈاکو اور راہ زن گھات لگائے بیٹھے ہیں۔"

☆☆☆☆☆

میں نے کہا
آؤ! ساحل پر چلیں!
جہاں سمندر اپنی عنایات تقسیم کرتا ہے،
لیکن تم یہ کہہ کے جان چھڑا لی
شورِ امواج سے ہماری روح کانپتی،
اور گہرائیوں کی دہشت سے
ہمارے جسم پر موت طاری ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

برادرانِ من!
کل تک میں تم سے محبت کرتا تھا،
اور محبت میرے لئے
انتہائی مہلک تھی اور

اور تمہارے لئے انتہائی غیر مفید!

لیکن آج میں تم سے نفرت کرتا ہوں!

اور نفرت ایک روح ہے۔

جو خشک لکڑیوں کے سوا کسی شے کو نہیں بہالے جاتی

اور بوسیدہ عمارتوں کے سوا کسی شے کو نہیں ڈھاتی!

☆☆☆☆☆

بھائیو!

کل تک میں تم پر مہربان تھا،

اور مہربانی کمزوروں کو بڑھاتی ہے!

کاہلوں کی تعداد میں اضافہ کرتی ہے

اور زندگی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی!

لیکن آج!

مجھے تمہاری کمزور نظر آنے لگی ہے!

میری روح نفرت سے کانپ رہی ہے

اور شدت نفرت سے سمٹی جارہی ہے!

☆☆☆☆☆

کل تم میں تمہاری ذلت ورسوائی پر نوحہ کناں تھا،

میرے آنسو بلور کی طرح شفاف تھے

لیکن وہ تمہاری آلودگیوں کو نہ دھو سکے،

بلکہ انہوں نے میری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا۔

وہ تمہارے پتھر ایسے سخت دلوں کو

نرم وگداز نہ کر سکے!

انہوں نے میرے دل میں شفقت و رحم کو پگھلا دیا!
لیکن آج......
میں تمہاری اذیتوں پر قہقہے برسانے لگا ہوں۔
اور قہقہہ ایک کڑک ہے،
جو طوفان باد و باراں سے پہلے ہوتی ہے
بعد کو نہیں ہوتی.....

☆☆☆☆☆

تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟
میری ماں کے لاڈلے بیٹو!
کیا تمہاری یہ خواہش ہے کہ
میں تمہیں ٹھہرے ہوئے پانی میں تمہارے چہروں
کا عکس دکھاؤں؟
تو آؤ اور دیکھو!
تمہارے نقش و نگار کیسے بد صورت ہیں!
آؤ! اور خوب غور سے دیکھو!
کہ خوف نے تمہارے بالوں کو خاکستری بنا دیا ہے۔
بیماری نے تمہاری آنکھوں کو دھنسا دیا ہے،
اور وہ تاریک گڑھوں کی طرح ہو گئی ہیں!
بزدلی نے تمہارے رخساروں کو مرجھا دیا ہے
اور موت نے تمہارے ہونٹوں کو بوسہ دے کر،
انہیں خزاں زدہ پتوں کی طرح زرد کر دیا ہے!

☆☆☆☆☆

میرے ہم وطنو!

تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

تم زندگی سے کیا چاہتے ہو

اس زندگی سے،

جواب تمہیں اپنی معنوی اولاد نہیں سمجھتی

☆☆☆☆☆

تمہاری روحیں،

پادریوں اور مذہبی پیشواؤں کے پنجوں میں

جکڑی ہوئی ہیں!

اور تمہارا ملک

دشمنوں اور قزاقوں کے پاؤں تلے پس رہا ہے!

پھر تم کس طرح آفتاب کے سامنے عزوشرف سے کھڑے ہو سکتے ہو؟

تمہاری تلواریں زنگ آلود ہیں،

تمہارے نیزے شکستہ

اور تمہاری ڈھالیں گرد آلود ہیں،

پھر تم کس لئے میدان جنگ میں کھڑے ہو؟

اے میرے مادر وطن کے لاڈلے بیٹو!

☆☆☆☆☆

منافقت تمہارا دین ہے

جھوٹ تمہاری زندگی،

اور ڈھول تمہارا انجام ہے!

پھر تم کس لئے زندہ ہو؟

کیا تم نہیں جانتے کہ موت

کم نصیبوں کے لئے عشرت و راحت ہے!

☆☆☆☆☆

زندگی ایک ارادہ ہے،

جو شباب سے چمٹا رہتا ہے! ایک کوشش ہے جو پختہ عمری کے ساتھ لگی رہتی ہے۔

اور ایک حکمت ہے۔

جو بڑھاپے کے نقش قدم پر چلتی ہے!

لیکن تم، میرے ہم وطنو! تم ضعیف و نزار پیدا ہوئے ہو!

تمہارے جسم سکڑ گئے ہیں،

اور تمہارے سر چھوٹے ہو گئے ہیں،

اور تم ان بچوں کی مثال ہو گئے ہو

جو کیچڑ میں اچھلتے کودتے

اور ایک دوسرے پر پتھر پھینکتے رہتے ہیں!

☆☆☆☆☆

علم ایک نور ہے،

جو زندگی کی حرارت کو ابھارتا ہے

اور اس کی جستجو کرتا ہے،

اس نور میں تحلیل ہو جاتا ہے

لیکن تم اے اہل وطن!

روشنی سے خوف کھاتے

اور تاریکی میں پناہ لیتے ہو

اور پتھروں سے شبنم کشید کرتے ہو!

اور تمہاری قوم کی بد نصیبی ہی

تمہارا سب سے برا جرم ہے!

تمہارے گناہ نا قابل معافی ہیں

اس لئے کہ

ارتکاب جرم میں تمہارے ارادے پوشیدہ ہیں!

☆☆☆☆☆

انسانیت ایک درخشندہ ندی کی مثال ہے!

جو پہاڑوں کے راز چرائیم

سمندر کے دل میں اتر رہی ہے!

لیکن تم، اے میرے ہم وطنو!

تم وہ بوسیدہ جوہر ہو

جس کی تہہ میں کیڑے مکوڑے رینگتے

اور کناروں میں سانپ پھنکارتے ہیں!

☆☆☆☆☆

روح ایک مقدس اور بھڑکتا ہوا نیلگوں شعلہ ہے،

جو گھاس پھوس کو راکھ کر دیتا ہے،

طوفانوں کے ساتھ بلند ہوتا. اور دیوتاؤں کے چہرے روشن کرتا ہے!

لیکن تمہاری روحیں،

اے میری ماں کے لاڈلے بیٹو!

تمہاری روحیں راکھ کا ایک ڈھیر ہیں

جسے ہوائیں برفستاں میں اڑا لے جاتی

اور آندھیاں وادیوں میں منتشر کر دیتی ہیں!

☆☆☆☆☆

موت کے سائے سے کیوں خوف کھاتے ہو؟

اے میرے ہم وطنو!

وہ تم ایسے پست اور ادنیٰ انسانوں

کو چھونا پسند نہیں کرتی

اگر چہ وہ عظمت و شفقت سے مرکب ہے!

اور موت کے خنجر سے کیوں ڈرتے ہو؟

یہ تمہارے کھوکھلے دلوں میں نہیں اترے گا!

☆☆☆☆☆

میں تم سے نفرت کرتا ہوں،

اس لئے کہ تم عظمت و جلال سے نفرت کرتے ہو!

میں تمہیں ذلیل و حقیر سمجھتا ہوں،

اس لئے کہ تم اپنی روح کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہو،

میں تمہارا دشمن ہوں

اس لئے کہ تم دیوی، دیوتاؤں کے دشمن ہو

لیکن نہیں جانتے!

☆☆☆☆☆

اے میری شکست

اے میری شکست!

اے شکست!

اے میری وحدت اور میری خلوت!

تو مجھے سینکڑوں فتوحات سے زیادہ محبوب ہے،

میرے لئے تمام عظمتوں سے عظیم تر ہے!

☆☆☆☆☆

اے میری شکست!

اے شکست!

اے میرے لیے اپنے نفس کا شعور!

اے میرے لئے اپنی ذات سے نفرت وحقارت!

تو نے مجھے بتایا،

میں ابھی تک ایک تیز رفتار نو جوان ہوں،

اور اسی لئے تو مجھے

مرجھائے ہوئے پھولوں کے تاج کا لالچ نہیں دیتی!

تو نے مجھے!

میری وحدت وخلوت سے آگاہ کیا،

اور میں نے فرار ورسوائی کا مزہ چکھا!

☆☆☆☆☆

اے میری شکست! اے شکست!

اے میری شمشیر براں

اور اے میری تابندہ سپر

میں نے تیری آنکھوں میں پڑھا،

انسان جب تخت اقتدار پر بیٹھتا ہے

تو غلام ہو جاتا ہے،

اور جب لوگ،

اس کی روح کی گہرائیوں کو پا لیتے ہیں،

تو اس کا سفر حیات

ختم ہو جاتا ہے......

وہ اس پھل کی مثال ہے

جو پختہ ہوتا ہے

تو گر کے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے!

☆☆☆☆☆

اے میری شکست!

اے شکست!

اے میری جری و محبوب رفیقہ

صرف تو ہی میرے گیت،

تو ہی میری فریاد،

اور میرے سکوت کی آواز سنتی ہے!

تیرے سوا کوئی نہیں!

جو مجھ سے،

پروں کی پھڑ پھڑاہٹ،

سمندروں کے تلاطم،

اور شب کی تاریکیوں میں شعلہ زن آتش فشاں

کے پیٹھنے کا ذکر کرے!

صرف تو ہی،

میرے نفس کی بلند،

اور فولادی چٹانوں پر چڑھتی ہے

☆☆☆☆☆

اے میری شکست!

اے شکست!

اے میری غیر فانی شجاعت!

تو میرے ساتھ

آندھیوں اور طوفانوں پر قہقہے لگاتی ہے!

میرے ساتھ،

ان چیزوں کے لئے قبریں کھودتی ہے،

جو میرے اور تیرے

وجود میں مر جاتی ہیں!

اور میرے ساتھ،

نہایت صبر و استقلال سے

آفتاب کے سامنے کھڑی ہوتی ہے!

پس ہم دونوں،

خوفناک بھی ہوتے ہیں،

اور خوف زدہ بھی!

اے میری شکست!

تو وہ آئینہ ہے

جس میں میں اپنے عیوب،
اپنے نقائص اور اپنی کمزوریاں
دیکھ سکتا ہوں!
تو میری ہمت بندھاتی
اور مجھے طوفان کے مقابلے میں
کھڑا کر دیتی ہے!
تو عظیم تر ہے اے شکست!
میں تیرا شکر گزار ہوں
تیری رفاقت باعث فخر ہے!

☆☆☆☆☆ اختتام ☆☆☆☆☆